© rasailojaraid.com

حلف الفضول

عصری معنویت

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

سیرتِ نبوی کے ماقبلِ بعثت اہم واقعات میں سے ایک حِلف الفضول ہے۔ اُس دور میں جب مظلومین کے لیے حصولِ انصاف کا کوئی منظّم ادارہ موجود نہیں تھا، بعض قبائل کے سربرآوردہ لوگوں کی کوششوں سے اس معاہدے کی تشکیل عربوں کا ایک قابلِ فخر کارنامہ ہے۔ لیکن اس معاہدے کی صرف تاریخی حیثیت ہی نہیں ہے بلکہ آج کے دور میں بھی اس کی معنویت تلاش کی جاسکتی ہے۔

اہمیت

اسلام سے قبل عربوں میں خاندانی اور قبائلی نظام بہت مستحکم تھا۔ افراد اپنے خاندان اور قبیلے سے شدید وابستگی رکھتے تھے، کوئی کام صحیح ہو یا غلط، کوئی فیصلہ درست ہو یا نادرست، عدل پر مبنی ہو یا ظلم پر، کسی کی حمایت کرنی ہو یا مخالفت، کسی کو مدد پہنچانی ہو یا اس کے خلاف لڑنا ہو، تمام افرادِ قبیلہ اس میں برابر کے شریک رہتے تھے، درید بن الصمۃ نے اس کی ترجمانی یوں کی ہے:

وھل انا الّا من غزیّۃ ان غوت　　غویت وان ترشد غزیۃ ارشد

(میں تو قبیلہ غزیہ کا ایک فرد ہوں، اگر وہ غلط راہ پر چلے گا تو میں بھی غلط راہ پر چلوں گا اور اگر وہ صحیح راستے پر ہوگا تو میں بھی اسی راستے کو اختیار کروں گا۔

اسی طرح قبیلے کے کسی بھی ایک فرد کی حق تلفی اور اس پر ظلم وزیادتی پورے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبیلے کی مخالفت مول لینے کے مترادف تھی۔ قبائلی عصبیت ہی کی بنا پر ان میں باہم آویزشیں اور جنگیں ہوتی رہتی تھیں جن کا سلسلہ سالوں تک دراز رہتا تھا۔ ایسے ماحول میں مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے چند سنجیدہ، بااثر اور صاحبِ حیثیت لوگوں کا قبائلی عصبیت سے اوپر اٹھ کر انسانی اور اخلاقی بنیادوں پر اکٹھا ہونا اور ہر حال میں ظلم کے ازالہ اور مظلوم کے دفاع کا عہد کرنا ایک غیر معمولی واقعہ تھا، اسی بنا پر اس معاہدے کو عربوں کی تاریخ میں سب سے محترم، بابرکت اور افضل معاہدہ قرار دیا گیا ہے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ (م ۵۴ھ) فرماتے ہیں:

وکان اشرف حلف کان قط[۱]	یہ تاریخ کا سب سے قابلِ احترام معاہدہ تھا۔

محمد بن حبیب بغدادی (م ۲۴۵ھ) نے لکھا ہے:

کان حلفاً لم یسمع الناس بحلف قط کان اکرم منه ولا افضل منه[۲]	یہ ایسا معاہدہ تھا کہ اس سے زیادہ قابلِ احترام واکرام اور اس سے افضل کسی اور معاہدہ کا لوگوں نے کبھی تذکرہ نہیں سنا۔

سہیلی (م ۵۸۱ھ) اور ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) نے لکھا ہے:

وکان حلف الفضول اکرم حلف سمع به واشرفه فی العرب[۳]	حلف الفضول عرب کا سب سے زیادہ قابلِ تکریم اور محترم معاہدہ تھا جس کا تذکرہ سنا گیا ہو۔

جو قبائل اس معاہدہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے ان کے سربرآوردہ لوگ اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس میں عدم شرکت کو اپنی محرومی تصور کرتے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ نے جو عہدِ جاہلیت میں مکہ میں سرداروں میں سے تھا اور قبیلۂ بنو عبد شمس سے تعلق رکھتا تھا، ایک مرتبہ حلف الفضول کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

"یہ بہت اچھا معاہدہ تھا۔ اللہ کی قسم اگر میں اپنی قوم سے الگ ہو کر کسی معاہدہ میں شریک ہو سکتا تو حلف الفضول میں ضرور شرکت کرتا۔[۴]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زمانہ

مورخین اور اصحابِ سیر نے لکھا ہے کہ حلف الفضول کا زمانہ حرب الفجار چہارم کے بعد کا ہے۔ عرب کے مختلف قبائل کے درمیان عہدِ جاہلیت میں ہونے والی جنگوں میں حرب الفجار بہت مشہور رہے۔ یہ جنگ وقفے وقفے سے سالوں تک جاری رہی تھی۔ اس نام سے ہونے والی چوتھی جنگ جسے حرب البراض کا بھی نام دیا گیا ہے، عام الفیل کے بیسویں سال شوال میں ہوئی تھی۔ اس کے اگلے ماہ ذی قعدہ میں یہ معاہدہ وجود میں آیا تھا[۶] ابن حبیب بغدادی کی ایک دوسری روایت کے مطابق یہ معاہدہ بعثتِ نبوی سے پانچ سال قبل طے پایا تھا[۷] اس اعتبار سے اس کا زمانہ ۳۵ عام الفیل قرار پاتا ہے۔

سہیلی اور ابن کثیر حلف الفضول کا زمانہ تو بعثت سے بیس سال قبل ماہ ذی قعدہ ہی قرار دیتے ہیں، لیکن وہ کہتے ہیں کہ حرب الفجار اس سے ایک ماہ قبل شوال میں نہیں بلکہ چار ماہ قبل شعبان میں ہوئی تھی[۸]

سبب

اس معاہدہ کا سبب کیا تھا؟ اس سلسلے میں بعض مورخین مثلاً ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) اور دیار بکری (م ۹۶۶ھ) نے لکھا ہے کہ قبائلِ قریش حرم کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے اس میں ایک دوسرے پر ظلم کرتے تھے[۹] اس سے انھیں روکنے کے لیے یہ معاہدہ وجود میں آیا۔ علامہ شبلی (م ۱۹۱۴ء) نے بھی اس کا عمومی سبب بیان کیا ہے، انھوں نے لکھا ہے:
"لڑائیوں کے متواتر سلسلے نے سیکڑوں گھرانے برباد کر دیے تھے اور قتل و سفاکی موروثی اخلاق بن گئے تھے، یہ دیکھ کر بعض طبیعتوں میں اصلاح کی تحریک پیدا ہوئی"[۱۰] بعض حضرات نے لکھ دیا ہے کہ اس کے بہت سے اسباب تھے[۱۱]

لیکن بیشتر مورخین و اصحابِ سیر نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ یمن کے قبیلے زبید کا ایک تاجر مکہ مکرمہ آیا۔ اس نے قبیلۂ سہم کے ایک شخص عاص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن وائلؓ کے ہاتھ اپنا کچھ سامان فروخت کیا۔ اس نے سامان تو لے لیا لیکن اس کی قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کی۔ جب براہِ راست مطالبوں سے کام نہ چلا اور اسے قیمت ملی نہ اپنا مال واپس ملا تو اس نے بعض قبائل سے مدد چاہی، مگر کسی نے اس کی مدد نہیں کی بلکہ الٹا اسے ڈانٹا پھٹکارا، مایوس ہوکر ایک دن صبح سویرے زُبیدی کوہِ ابوقبیس پر چڑھا اور وہاں سے اس نے ہجو و طنز کے چند اشعار میں اپنی مظلومی کی داستان سنائی۔ اس وقت قبائلِ قریش کے سردار خانہ کعبہ کے اردگرد اپنی مجلسوں میں موجود تھے، انھوں نے اپنے دلوں میں اشعار کی چوٹ محسوس کی۔ ان کی مجلسوں میں اس معاملہ کا چرچا ہوا۔ بالآخر کچھ بااثر اور انصاف پرور لوگوں نے نہ صرف اس زبیدی کا مال واپس دلوایا بلکہ ان کی کوششوں سے "حلف الفضول" کی شکل میں ایک تاریخی معاہدہ بھی تشکیل پایا۔

معاہدہ میں شریک قبائل اور نمایاں افراد

عربوں میں مختلف اسباب سے خانہ جنگی برپا رہتی تھی، اس لیے قبائل ایک دوسرے کے حلیف بن جاتے تھے۔ اور باہم مل کر ایک اتحاد قائم کر لیتے تھے، ایک موقع پر قبائلِ قریش دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک "مطیّبین" کہلاتا تھا اور دوسرا "احلاف"۔ مطیّبین میں بنو عبد مناف بن قصی، بنو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی، بنو زہرہ بن کلاب، بنو تیم بن مرہ اور بنو الحارث بن فہر شامل تھے، جب کہ احلاف میں بنو عبد الدار بن قصی، بنو سہم بن عمرو، بنو جمح بن عمرو، بنو مخزوم بن یقظہ اور بنو عدی بن کعب تھے۔

مورخین نے اس موقع کا بھی تذکرہ کیا ہے جب یہ دو اتحاد وجود میں آئے تھے قصی کے بیٹوں میں عبد الدار معاشی اعتبار سے کچھ کمزور تھے۔ اس لیے انھوں نے حجابہ، ندوہ، سقایہ، رفادہ اور لواء کے مناصب ان کو دیے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسرے بیٹوں کے خاندانوں کو جن میں بنو عبد مناف پیش پیش تھے، اپنی حق تلفی کا احساس ہوا اور انھوں نے کچھ مناصب بنو عبد الدار سے لے لینے کا ارادہ کیا۔ دوسری جانب بنو عبد الدار ان میں سے ایک منصب بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چھوڑنے پر تیار نہ تھے، اس موقع پر جو خاندان بنو عبد مناف کے حامی تھے انھوں نے خوشبو کے ایک برتن میں ہاتھ ڈال کر عہد کیا تھا کہ وہ ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ اس لیے وہ "مطیّبین" کہلائے، دوسرے گروہ نے اونٹ ذبح کرکے اس کے خون میں ہاتھ ڈبو کر اور خون چاٹ کر ساتھ جینے اور ساتھ مرنے کا عہد کیا تھا، اس لیے ان کا نام "احلاف" پڑا۔ بہر حال اس موقع پر ان کے درمیان جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی اور باہم اس بات پر صلح ہوگئی تھی کہ لواء اور حجابہ کے مناصب عبد الدار کے پاس اور سقایہ اور رفادہ کے مناصب بنو عبد مناف کے پاس رہیں گے۔[۱۳]

حلف الفضول میں صرف "مطیّبین" شریک ہوئے تھے۔ "احلاف" اس میں شامل نہ تھے، اس کا سبب یہ تھا کہ زبیدی تاجر کا مال ہڑپ کرنے والا شخص بنو سہم سے تعلق رکھتا تھا، اس لیے "احلاف" میں شامل قبائل کے سرداروں نے اس اندیشے سے اس کی دادرسی نہیں کی تھی کہ کہیں بنو سہم اپنے آدمی کی حمایت میں ہمارے گروہ ہی سے نہ نکل جائیں جس کی بنا پر ہم مطیّبین کے مقابلے میں کمزور ہو جائیں۔ "احلاف" کی جانب سے اس کمزوری کے مظاہرہ کی وجہ سے معاہدہ طے پاتے وقت انھیں اس میں شریک نہیں کیا گیا تھا۔[۱۴] یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معاملہ بنو سہم کے ایک شخص کا تھا اس لیے احلاف بلائے جانے کے باوجود وہاں نہ گئے ہیں۔

مورخین نے صراحت کی ہے کہ اس معاہدے کے محرک اور داعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جناب زبیر بن عبد المطلب تھے، ان کی تحریک پر "مطیّبین" میں شامل قبائل بنو تیم کے سردار عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں اکٹھا ہوئے اور وہیں یہ معاہدہ تشکیل پایا۔[۱۵] البتہ مسعودی (م ۳۴۶ھ) کا بیان ہے کہ قبائل قریش پہلے دار الندوہ میں جمع ہوئے جہاں وہ اہم امور میں باہم مشورہ کے لیے اکٹھا ہوا کرتے تھے۔ وہاں انھوں نے معاہدہ طے کیا۔ پھر عبد اللہ بن جدعان کے گھر جاکر سب نے اس معاہدہ پر حلف لیا۔[۱۶]

جناب زبیر بن عبد المطلب بنو ہاشم بن عبد مناف کے سردار تھے، ان کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والد عبدالمطلب نے انھیں اپنی زندگی ہی میں اپنا وصی اور سربراہِ خاندان مقرر کردیا تھا اور اہم کاموں کی ذمہ داری سونپ دی تھی جن میں دو مناصب سقایا اور رفادہ بھی تھے۔ حرب الفجار میں انھوں نے ہی بنو ہاشم کی قیادت کی تھی اور ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ) اور ابن ہشام (م ۲۱۳ھ) کا بیان ہے کہ انھوں نے خانۂ کعبہ کی تعمیر میں بھی حصہ لیا تھا۔[۱۷]

عبداللہ بن جدعان قبیلۂ بنو تیم کے سردار تھے۔ عہدِ جاہلیت کے سخی اور فیّاض لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ شراب اور جوئے سے اجتناب کرنے لگے تھے، غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے، حضرت صہیب (بن سنان) رومیؓ کو انھوں نے ہی خرید کر آزاد کیا تھا۔ قحط سالی کے زمانے میں وہ بڑے پیمانے پر عام لوگوں کی روزی کا سامان مہیا کرتے تھے۔ انھوں نے اتنی بڑی لگن بنوا رکھی تھی کہ سوار اپنی سواری پر بیٹھے بیٹھے اس میں سے نکال کر کھا سکتا تھا اور آدمی دھوپ سے بچنے کے لیے اس سایہ میں کھڑا ہوسکتا تھا، ایک مرتبہ اس میں ایک بچہ گر کر ڈوب گیا تھا۔[۱۸]

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک موقع پر حضرت عائشہؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا:

یا رسول اللہ ابن جدعان	اے اللہ کے رسول۔ ابن جدعان
کان فی الجاھلیۃ یصل	جاہلیت میں صلہ رحمی کرتے تھے اور
الرحم ویطعم المسکین... الخ[۱۹]	مسکین کو کھانا کھلاتے تھے... الخ

محمد بن حبیب بغدادی نے حضرت عائشہؓ کے بعض بیانات نقل کیے ہیں جن سے عبداللہ بن جدعان کی شخصیت پر مزید روشنی پڑتی ہے، ان کے مطابق عبداللہ بن جدعان قریش کے بڑے سرداروں میں سے تھے، ہر سخت گھڑی میں وہ لوگوں کے کام آتے تھے، حرب فجار جس کے لیے لوگوں نے ایک سال تک زبردست تیاری کی تھی، اس کے لیے قریش عبداللہ بن جدعان کے گھر سے نکلے تھے، اس جنگ میں عبداللہ بن جدعان نے قیادت کی تھی، فوجیوں کے لیے اسلحہ فراہم کیے تھے اور ان کے درمیان مال تقسیم کیا تھا۔[۲۰]

سہیلی نے عبداللہ بن جدعان کو "ابن عمّ عائشۃ" (حضرت عائشہ کا چچا زاد بھائی) لکھا ہے[۲۱] غالباً انہی کی متابعت میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور مولانا مودودی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے بھی یہی لکھ دیا ہے [۲۲] لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ابن کثیر نے ان کا پورا سلسلۂ نسب بیان کرتے ہوئے صراحت سے لکھا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر کے والد کے چچازاد بھائی تھے (وھو ابن عم والد ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ) [۲۳]

اس معاہدے کے محرک اور داعی زبیر بن عبدالمطلب تھے لیکن لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر پر اکٹھا ہوئے۔ اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ عبداللہ بن جدعان قبائلِ قریش کے سرداروں میں سب سے بااثر، سب سے مالدار اور سب سے معمر تھے۔ ابن ہشام نے لکھا ہے:

فاجتمعوا فی دار عبد اللہ بن جدعان لشرفہ وسنّہ، فکان حلفھم عندہ [۲۴]	یہ لوگ عبداللہ بن جدعان کے گھر میں اکٹھا ہوئے، اس کے بااثر اور معمر ہونے کی وجہ سے، اور اسی کے پاس ان لوگوں نے حلف لیا۔

ڈاکٹر محمد حمیداللہ نے بھی اسی جانب اشارہ کیا ہے:

"عبداللہ بن جدعان کے مکان میں لوگ ضیافت کی دعوت پر جمع ہوئے، وہ بہت بوڑھا اور بااثر بھی تھا، اور بعض دفینوں کے ملنے سے بہت مالدار بھی تھا اور غالباً اسی کا مکان سب سے کشادہ بھی تھا..... اس لیے ممکن ہے محرک زبیر ہوں اور محض ان کی کم سنی اور کم مالی کی وجہ سے ابن جدعان کی سرپرستی حاصل کی گئی ہو اور اس کے گھر پر جلسہ کیا گیا اور حسبِ عادت ضیافت ہوئی ہو۔" [۲۵]

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت

اس معاہدے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ صحابیِ رسول حضرت حکیم بن حزامؓ (ام المومنین حضرت خدیجہ کے بھتیجے جو حرب الفجار میں شریک تھے اور انھیں آں حضرتؐ کی بعثت سے قبل بھی آپ کی دوستی کا شرف حاصل تھا) فرماتے ہیں:

"ابن جدعان کے گھر میں جو معاہدہ ہوا تھا اس میں میں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، معاہدہ کی دستاویز زبیر بن عبد المطلب نے لکھی تھی"۔[۲۶]

خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فخریہ انداز میں اس معاہدہ میں اپنی شرکت کا ذکر فرمایا ہے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

شہدت حلف المطیبین	میں نے اپنی نوعمری میں اپنے چچاؤں
مع عمومتی وانا غلام	کے ساتھ حلف المطیبین میں شرکت
فما احب ان لی حمر	کی تھی، اس معاہدے کو توڑنے کے
النعم وانی انکثہ[۲۷]	لیے اگر مجھے سرخ اونٹ بھی دیے
	جاتے تو میں اس پر تیار نہ ہوتا۔

احمد محمد شاکر (محقق مسند احمد (م ۱۳۷۷ھ)) فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[۲۸] علامہ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں" امام احمد کے علاوہ اس حدیث کو ابویعلی، ابن حبان اور حاکم نے بھی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے"۔[۲۹]

حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ میں اس روایت کو بیہقی سے نقل کیا ہے، لیکن اس میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کا واسطہ نہیں ہے، اسی طرح انھوں نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہؓ سے بھی نقل کیا ہے۔[۳۰]

روایتِ بالا میں "حلف المطیبین" کے الفاظ ہیں۔ عموماً مورخین نے اس سے مراد وہ معاہدہ لیا ہے جو قریش کے بعض قبائل کے درمیان بعض مناصب (رفادہ، حجابہ، سقایہ، لوا، وغیرہ) کے سلسلہ میں ہوا تھا اور جس کے موقع پر انھوں نے خوشبو کے برتن میں ہاتھ ڈال کر حلف اٹھایا تھا اور مطیبین کہلائے تھے۔ وہ معاہدہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل کا ہے۔ اس لیے یہاں "حلف المطیبین" سے مراد حلف الفضول ہے۔ اس میں لفظ "المطیبین" یا تو کسی راوی کی جانب سے ادراج (اضافہ) ہے یا چونکہ اس معاہدہ میں بھی صرف وہی قبائل شریک تھے جن پر مطیبین کا اطلاق ہوتا تھا، اس لیے اس کو بھی "حلف المطیبین" کہہ دیا گیا۔[۳۱]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس معاہدہ کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک عام مورخین واصحابِ سیر کے مطابق بیس سال تھی۔ منمق کی ایک روایت میں اسے بعثت نبوی سے پانچ سال قبل کا واقعہ بتایا گیا ہے[۲۲] اس اعتبار سے اس وقت حضورؐ کی عمر ۳۵ سال قرار پائی ہے۔

وجہ تسمیہ

اس معاہدہ کا نام حلف الفضول کیوں پڑا؟ مورخین واصحاب سیر نے اس کے مختلف اسباب بیان کیے ہیں:

(۱) اس طرح کا معاہدہ سب سے پہلے قبیلۂ جرہم وقطورا سے تعلق رکھنے والے مکہ کے اولین آباد کاروں نے کیا تھا۔ مورخین نے ان کی تعداد تین بیان کی ہے لیکن ان کے ناموں میں اختلاف ہے۔

ابن کثیر، ابن قتیبہ، ابن الاثیر صاحب النہایہ: الفضل بن الحارث۔ الفضل بن وداعۃ الفضل بن فضالۃ۔

ابن الاثیر صاحب الکامل: الفضیل بن الحرث الجرہمی، الفضیل بن وداعۃ القطوری المفضل بن فضالۃ الجرہمی۔

ابن کثیر، سہیلی، ابن الجوزی: الفضیل بن قضاعۃ (قزاعۃ) الفضل بن شراعۃ۔ الفضل بن بضاعۃ۔

سہیلی، زبیر: فضیل بن شراعۃ۔ فضل بن وداعۃ۔ فضل بن قضاعۃ

دیار بکری: الفضیل بن قضاعۃ۔ الفضیل بن شراعۃ۔ الفضل بن بضاعۃ

ابن حجر: فضل۔ فضالۃ۔ مفضل۔

بعض مورخین نے کچھ اور نام بھی بیان کیے ہیں۔ بہر حال ان کے نام کچھ بھی ہوں۔ چونکہ ہر ایک کے نام میں "فضل" کا مادہ شامل ہے اس لیے ان کے کیے گئے معاہدہ کو حلف الفضول کا نام دیا گیا تھا۔ جب "مطیبین" نے بھی اسی طرح کا معاہدہ کیا تو انھوں نے کہا: "حلفٌ کحلف الفضول" یعنی ہم بھی اسی طرح کا معاہدہ کرتے ہیں جس طرح "فضول" نے معاہدہ کیا تھا اس طرح ان کے کیے گئے معاہدے کو بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حلف الفضول کہا جانے لگا۔[۳۳]

(۲) انھوں نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ جو فضل کسی صاحبِ حق سے کوئی ظالم چھینے گا، اسے وہ واپس دلا کر رہیں گے۔ اسی وجہ سے ان کا معاہدہ حلف الفضول کہلایا۔ منمق کی ایک روایت میں ہے:

سمّی حلف الفضول	اس معاہدہ کا نام حلف الفضول
لانهم تحالفوا الا يتركوا	اس لیے پڑا کیوں کہ انھوں نے حلف
عند احد فضلا يظلمه	اٹھایا تھا کہ اگر کوئی شخص ظلم و زیادتی کر
احدا الّا اخذوه منه[۳۴]	کے کسی کا فضل چھینے گا تو اس سے
	چھین کر صاحبِ حق کو واپس دلائیں گے۔

ابن کثیر نے حمیدی سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

تحالفوا ان يردّوا	انھوں نے حلف اٹھایا تھا کہ
الفضول على اهلها[۳۵]	فضل کو اس کے حق داروں کی طرف
	پلٹائیں گے۔

سہیلی نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور لکھا ہے کہ اگرچہ جرہم والی وجہ تسمیہ بھی مناسب ہے لیکن چونکہ یہ وجہ تسمیہ ایک مرفوع حدیث سے معلوم ہوتی ہے اس لیے یہ زیادہ قوی اور قابلِ قبول ہے۔[۳۶]

(۳) ایسے زمانے میں جب کہ لوگ اپنے اپنے قبائل اور خاندانوں کی عصبیتوں میں گرفتار تھے، ان لوگوں نے قبائل سے اوپر اٹھ کر اور ان کے دائرے سے باہر نکل کر یہ معاہدہ کیا، اسی لیے ان کے معاہدے کو حلف الفضول کا نام دیا گیا:

وانما سمی حلف الفضول	اس معاہدے کا نام حلف الفضول
لانه حلف خرج من حلف	پڑا اس لیے کہ وہ مطیبین اور احلاف
المطيّبين والاحلاف، فكان	دونوں کے معاہدوں سے الگ اور
فضلا بينهما عليها[۳۷]	ان سے مختلف نوعیت کا تھا۔

(۴) قریش کے جو قبائل اس معاہدے میں شریک نہیں ہوئے تھے انھوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا مذاق اڑایا، اسے فضول قرار دیا اور کہا کہ ان لوگوں نے اپنے دائرہ اختیار سے باہر جا کر کام کیا، بعد میں ان کا یہی دیا ہوا نام چل پڑا۔

فسمّت قریش ذلك الحلف حلف الفضول وقالوا لقد دخل هؤلاء فی فضل من الامر[38]

قریش نے اس معاہدہ کو حلف الفضول کا نام دیا اور کہا کہ ان لوگوں نے ضرورت سے زائد ایک کام کیا۔

سمّوه حلف الفضول عيبًا له وقالوا هذا من فضول القوم[39]

انھوں نے اس معاہدہ کا نام حلف الفضول بطورِ عیب رکھا اور کہا کہ یہ ان لوگوں کا ایک بے فائدہ کام ہے۔

(۵) ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے اس معاہدہ کے انعقاد کے لیے اپنا مال بھی خرچ کیا تھا۔ اس لیے یہ نام پڑا۔

وقيل لانهم اى هؤلاء الذين تحالفوا كانوا اخرجوا فضول اموالهم للاضياف[40]

ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حلف اٹھانے والے ان لوگوں نے مہمانوں کے لیے اپنا مال خرچ کیا تھا، اس لیے یہ نام پڑا۔

دفعات

اس معاہدے کی دفعات کے بارے میں کتبِ سیر و تاریخ میں کہیں اجمال ہے تو کہیں تفصیل۔ ابن ہشام اور ابن اثیر (م ۶۳۰ھ) نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

تحالفوا وتعاقدوا ان لا يجدوا بمكة مظلومًا من اهلها او من غيرهم من سائر الناس الا قاموا معه وكانوا على من ظلمه حتى تردّ عليه مظلمته[41]

انھوں نے حلف دے کر عہد کیا تھا کہ شہر مکہ میں کسی پر بھی ظلم ہو، خواہ وہ مکہ کا رہنے والا ہو یا کہیں باہر کا ہو تو وہ سب مظلوم کی تائید و مدافعت میں اور ظالم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ مظلوم کو اس کا حق واپس مل جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب المنمق کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: "شریفٌ او وضیعٌ، منا او من غیرنا"[۳۲] یعنی مظلوم خواہ شریف ہو یا وضیع (کم تر درجہ کا) ہم میں سے ہو یا کہیں اور کا: ہم ہر حال میں اس کا ساتھ دیں گے۔

کتاب الاغانی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: "غریب ولا قریب، ولا حرٌ ولا عبد"[۳۳]، یعنی خواہ وہ پردیسی ہو یا مقامی، آزاد ہو یا غلام۔

ابن کثیر نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

تعاقدوا وتعاهدوا	انھوں نے باہم عہد و پیمان کیا کہ
باللہ لیکونن یداً	اللہ کی قسم ہم سب ظالم کے خلاف
واحدة مع المظلوم	مظلوم کی حمایت میں ایک ہاتھ بن
علی الظالم حتی	کر اٹھیں گے یہاں تک کہ مظلوم کو
یؤدی الیه حقه، مابلّ	اس کا حق مل جائے۔ ہمارا یہ عہد
بحر صوفة ومارسٰی	اس وقت تک باقی رہے جب تک
ثبیر وحراء مکانهما[۳۴]	سمندر رگھونگھوں کو بھگوتا رہے اور
	ثبیر اور حرا نامی پہاڑ اپنی جگہ قائم رہیں۔

معاہدہ کے آخری جزء کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی وقتی اور عارضی معاہدہ نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے[۳۵]۔

منمق کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہے:

لا ننقض هذا	ہم اس حلف کی خلاف ورزی
الحلف مابلّ بحر	نہ کریں گے جب تک سمندر رگھونگھے
صوفة[۳۶]	کو بھگاتا رہے۔

کتاب الاغانی کی ایک روایت میں ہے کہ اس معاہدہ کی ایک دفعہ یہ بھی تھی۔

وعلی الأمر بالمعروف	ہم اس بات کا بھی عہد کرتے
والنهی عن المنکر[۳۷]	ہیں کہ معروف کا حکم دیں گے اور
	منکر سے روکیں گے۔

ابن سعد (م ۲۳۰ھ) بغدادی، سہیلی اور ابن کثیر نے معاہدہ کی ایک دفعہ یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی نقل کی ہے :

وعلی التأسّی فی المعاش ۵۸ھ — اوراس بات پر عہد کرتے ہیں کہ ہم سب باہم مالی اعانت کریں گے۔

اس دفعہ کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی موقع پر مالی تعاون کا ضرورت مند ہو توسب مل کر اس کی مدد کریں گے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس دفعہ کے بارے میں لکھا ہے :

"اس کا آخری فقرہ بھی غور طلب ہے۔ مورخ ساکت سے ہیں کہ اس کا منشا کیا تھا ؟ بہرحال یہ تو یقین ہے کہ مدد کو جانے والے جب اپنی جان سے حاضر تھے تو اپنے مال کی کیا پروا کرتے ہوں گے ۵۹ ۔"

اثرات

تمام مورخین اور اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ اس معاہدہ کا حلف لینے کے بعد حلف لینے والے عاص بن وائل کے پاس گئے اور اسے دھمکاتے ہوئے کہا کہ جب تک تم اس زبیدی تاجر کا مال اسے واپس نہیں کرو گے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ بالآخر اسے مال واپس ہی کرتے بنی۔ منمق میں ہے کہ اس کے بعد حال یہ ہو گیا تھا کہ مکہ میں اگر کسی شخص پر ظلم ہوتا تھا تو یہ لوگ اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوتے تھے (فمکثو اکذالک لا یظلم احد بمکۃ الا اخذ و الہ ۶۰) مورخین نے ایسے متعدد واقعات بیان کیے ہیں۔ جب کسی پر ظلم ہوا اور اس نے حلف الفضول کی دہائی دی تو فوراً اس کی حمایت میں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کا حق واپس دلایا :

(۱) قبیلۂ ثمالہ کا ایک شخص جس کا نام لمیس بن سعد البارقی تھا، ازد سے سامانِ تجارت لے کر مکہ آیا۔ ابی بن خلف حجمی نے اس کا سامان خرید لیا لیکن قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیا۔ ثمالی نے تقاضا کیا تو الٹا اسے برا بھلا کہا۔ اس نے اپنی رقم حاصل کرنے کے سلسلے میں بعض لوگوں سے مدد چاہی لیکن کوئی اس کی مدد کرنے کو تیار نہ ہوا۔ کسی نے ہمدردی میں اس سے کہا کہ حلف الفضول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والوں کے پاس جاؤ، وہ تمہاری مدد کریں گے۔ وہ ان لوگوں کے پاس گیا تو انھوں نے کہا: "ابیّ کے پاس جاکر کہو کہ حلف الفضول والوں نے بھیجا ہے، پھر بھی اگر وہ تمہارے سامان کی قیمت نہ دے تو ہمارے پاس واپس آؤ"۔ اصحاب حلف الفضول کا نام سن کر ابیّ نے فوراً اس کی قیمت ادا کر دی۔[۵۱]

(۲) قبیلہ خثعم کا ایک شخص مکہ حج یا عمرہ کرنے کے ارادے سے آیا۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جو بہت خوبصورت تھی۔ نبیہ بن الحجاج سہمی[۵۲] جو قریش کے مشہور شہسواروں میں سے تھا اس سے زبردستی اس کی بیٹی چھین کر اپنے گھر لے گیا، باپ نے بنو سہم کے پاس فریاد کی، مگر انھوں نے اس کی کچھ مدد نہ کی، وہ قریش کے دوسرے قبائل کے پاس گیا، مگر انھوں نے بھی اس کی کچھ مدد کرنے سے انکار کیا۔ کسی نے کہا کہ حلف الفضول والوں کے پاس چلے جاؤ۔ اس نے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر آواز لگائی: "اے حلف الفضول والو!" فوراً چاروں طرف سے لوگ تلواریں سونتے ہوئے نکل آئے اور کہنے لگے: "کیا بات ہے؟ ہم مدد کے لیے حاضر ہیں"۔ اس نے اپنی بپتا سنائی۔ فوراً وہ لوگ اس کے ساتھ گئے اور بیٹی برآمد کرا دی۔[۵۳]

(۳) حضرت معاویہؓ کے بھتیجے اور مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ اور حضرت حسین بن علیؓ کے درمیان ایک جائیداد کے سلسلے میں جھگڑا ہو گیا، اس موقع سے حضرت حسین نے دھمکی دی کہ اگر انھیں انصاف نہ ملا تو وہ حلف الفضول کی دہائی دیں گے۔ فوراً عبداللہ بن زبیر ہاشمی، مسور بن مخرمہ زہری، اور عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی نے تائید کی اور اس پکار پر لبیک کہنے کا عندیہ ظاہر کیا، یہ دیکھ کر ولید بن عقبہ نے ان کا حق دے دیا۔[۵۴]

خاتمہ

خلافت بنو امیہ کے آغاز تک حلف الفضول کا تذکرہ ملتا ہے، اس کے بعد اس کا سراغ نہیں ملتا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے:

"اس حلف کی خامی یہ تھی کہ نئے لوگ اس میں بھرتی نہیں ہوتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ خلافتِ بنو امیہ کے آغاز پر جب اس کے شرکا میں سے آخری شریک انتقال کر گیا تو یہ ادارہ بھی ستر اسی سال کی شاندار روایتیں چھوڑ کر ختم ہو گیا۔" ۵۵

"اسے مستقل ادارہ بنانے اور وقت بوقت نئے ارکان کو بھرتی کرنے کی جانب توجہ نہیں کی گئی جس کے باعث ایک ہی نسل کے بعد یہ انجمن ختم ہو گئی۔" ۵۶

یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی اس لیے کہ حضرت حسین اور ولید بن عتبہ کے درمیان نزاع کے موقع پر جن لوگوں نے حلف الفضول کے نام پر حضرت حسین کا ساتھ دینے کا عندیہ ظاہر کیا تھا وہ بذاتِ خود حلف الفضول میں شریک نہیں تھے، بلکہ محض حلف الفضول میں شریک قبیلوں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے انھوں نے اپنی حمایت ظاہر کی تھی۔

اس کے بجائے ڈاکٹر محمد حمید اللہ ہی کی دوسری بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے۔

"یہ ممکن تھا کہ حلف الفضول کا ادارہ ترقی کر کے ایک مستقل نظام کی حیثیت اختیار کر لیتا۔ لیکن جلد ہی اسلام کا زمانہ آ گیا جس کے بعد یہ ادارہ غیر ضروری ہو گیا، کیونکہ اسلامی حکومت نے ایک نہایت منظم مرکزی نظامِ عدالت قائم کر لیا اور خود عہدِ نبوی میں پورا جزیرہ نمائے عرب اور جنوبی فلسطین اسی مرکزی نظامِ عدالت کے تحت آ چکے تھے۔" ۵۷

عصری معنویت

حافظ ابن کثیر نے حمیدی کے حوالے سے حضرت ابو بکرؓ کے صاحب زادوں محمد اور عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لقد شهدت في دار	میں عبد اللہ بن جدعان کے گھر
عبد الله بن جدعان	میں ایک ایسے معاہدے میں شریک ہوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حلفاً لو دعیت بہ فی | ہوں کہ اگر مجھے اس کا نام لے کر بلایا جائے
الاسلام لأجبت ۵۸ھ | تو میں اس پر لبیک کہوں گا۔

ابن ہشام، ابن سعد، بغدادی، ابن اثیر صاحب الکامل، ابن حجر اور دیار بکری وغیرہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے [۵۹]۔ سہیلی اور حلبی نے اس کا مطلب یہ بتایا ہے:

یرید لو قال قائل من | آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے
المظلومین یا لحلف الفضول | کہ اگر کوئی مظلوم حلف الفضول کی دہائی
لأجبت ۶۰ھ | دے تو میں اس کی مدد کو ضرور پہنچوں گا۔

یہی مفہوم ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے ترجمے سے بھی نکلتا ہے:

" اگر اب زمانۂ اسلام میں بھی مجھے کوئی اس کی دہائی دے کر پکارے تو اس کی مدد کو دوڑوں"۔ [۶۱]

جبکہ علامہ شبلی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:

"آج بھی ایسے معاہدے کے لیے کوئی بلائے تو میں حاضر ہوں"۔ [۶۲]

مولانا مودودی (م ۱۹۷۹ء) کا ترجمہ بھی اسی سے ملتا جلتا ہے:

" اگر آج دورِ اسلام میں بھی ایسے کسی معاہدے کی طرف دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا"۔ [۶۳]

یہاں ایک سوال یہ ذہن میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف الفضول کے بارے میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا، اس کے سلسلے میں کلماتِ تحسین ادا فرمائے اور اس میں اپنی شرکت پر فخر جتایا، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ" اگر آج زمانۂ اسلام میں بھی کوئی ایسے معاہدے میں شرکت کے لیے دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کروں گا" تو آپ نے خود سبقت کر کے ایسے کسی معاہدے کو تشکیل دینے اور دوسروں کو اس میں شریک کرنے کی کوشش کیوں نہیں فرمائی؟

اس کا سبب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اسلام نے ایک طرف مختلف عصبیتوں کو ختم کیا ہے اور تمام انسانوں کو مختلف وابستگیوں سے اوپر اٹھ کر اسلام کے نام پر یکجا ہونے کی تعلیم دی ہے۔ دوسری طرف تمام انسانوں کو بنیادی حقوق سے بہرہ ور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا ہے اور کسی بھی حق کے تلف ہونے کی صورت میں دادرسی اور حصولِ انصاف کا حق دیا ہے۔ اس معاملہ میں اس کی نظر میں امیر و غریب، آقا و خادم، حاکم و رعیت اور اعلیٰ و ادنیٰ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ اس کی صرف نظری تعلیم نہیں ہے، بلکہ دنیا نے عملاً اس کا مشاہدہ کیا ہے کہ حق تلفی کی صورت میں اسلامی ریاست کے عام شہری نے حکمرانِ وقت کے خلاف عدالت میں اپنا مقدمہ دائر کیا ہے اور انصاف پایا ہے۔ حلف الفضول جیسا معاہدہ جن بنیادی حقوق کو تحفظ فراہم کرتا تھا ان سے کہیں زیادہ وسیع پیمانے پر اسلام انسانوں کے بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے اور ان کے تحفظ کے لیے اسلامی ریاست کو پابند کرتا ہے۔ اس لیے اسلام کے نفاذ اور اسلامی ریاست کے قیام و استحکام کے بعد اس معاہدے کے احیاء یا اس جیسے کسی دوسرے معاہدے کی تشکیل کی ضرورت نہ تھی، لیکن چونکہ حلف الفضول ایک اچھے کام کے لیے وجود میں آیا تھا، ایسا کام جس کا اسلام بھی داعی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید و توثیق فرمائی اور اس میں شامل رہنے اور اسے نافذ کرنے کا اظہار فرمایا۔

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاحلف فی الاسلام	اسلام میں کوئی معاہدہ نہیں، رہا
وایما حلف کان فی الجاھلیۃ	جاہلیت میں کیا گیا معاہدہ تو اسلام
لم یزدہ الاسلام الاشدۃ [۶۴]	اسے تقویت ہی دیتا ہے۔

یہی حدیث مسند احمد میں عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے مروی ہے [۶۵]۔
مسند احمد میں اسی سند سے ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

واُوفوا بحلف الجاھلیۃ	جاہلیت میں کیے گئے معاہدہ
فان الاسلام لم یزدہ	کو پورا کرو اس لیے کہ اسلام اسے
الاشدۃ، ولا تحدثوا	تقویت دیتا ہے، البتہ اسلام میں
حلفا فی الاسلام [۶۶]	ایسا کوئی معاہدہ نہ کرو۔

مذکورہ بالا حدیث میں کوئی معاہدہ کرنے کی مطلق ممانعت نہیں ہے بلکہ اس طرح کا معاہدہ کرنے سے روکا گیا ہے جیسا عہدِ جاہلیت میں مختلف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قبائل جنگ وجدال، غارت گری اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے لیے کیا کرتے تھے، رہے عہد جاہلیت کے ایسے معاہدے جو اچھے کاموں کی انجام دہی کے لیے کیے گئے ہوں تو اسلام نہ صرف ان کی توثیق کرتا ہے بلکہ ایسے معاہدے آئندہ بھی کرنے کی اجازت دیتا ہے[۶۷]۔ حضرت انس بن مالکؓ کی درج ذیل وضاحت سے اس کا اشارہ ملتا ہے۔

حضرت عاصم الاحول کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کے سامنے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا ہے "لاحلف فی الاسلام" (اسلام میں کوئی معاہدہ نہیں ہے) انھوں نے فرمایا: خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں قریش (یعنی مہاجرین) اور انصار کے درمیان (اخوت و بھائی چارے کا) معاہدہ کرایا تھا[۶۸]۔

ایسے معاشروں میں جہاں اسلام کو قوتِ نافذہ حاصل اور اس کا نظامِ عدل پوری طرح قائم ہو، حلف الفضول جیسے معاہدے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ اسلام از خود وہ تحفظات فراہم کرتا اور حکمرانوں کو ظالموں کی سرکوبی کرنے اور مظلوموں کی دادرسی کرنے کا پابند کرتا ہے۔ لیکن جن معاشروں میں اسلام غالب و نافذ نہیں ہے، وہاں ظلم وزیادتی کی صورت میں حصولِ انصاف کو یقینی بنانے کے لیے ایسے معاہدوں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

کہا جاسکتا ہے کہ ایسے ملکوں میں جہاں کا عدالتی نظام مضبوط بنیادوں پر قائم ہو اور جہاں ظلم وزیادتی کی صورت میں عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ انصاف حاصل کیا جاسکتا ہو، حلف الفضول جیسے معاہدے کی کیا معنویت رہ جاتی ہے؟ یہ بات پورے طور پر درست نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آج کے دور میں عدالتی چارہ جوئی انتہائی آسان ہوگئی ہے لیکن اس کے مصارف نہایت گراں بار اور ہوش ربا ہوتے ہیں، عموماً مظالم کا شکار سماجی اور معاشی لحاظ سے کمزور لوگ بنتے ہیں اور ان کے لیے ان مصارف کا برداشت کرنا آسان نہیں ہوتا۔ ایسے میں اگر مختلف بستیوں اور علاقوں میں حلف الفضول جیسے معاہدے تشکیل دیے جائیں جن میں مختلف مذاہب، طبقات اور برادریوں کے سربرآوردہ لوگوں کو شریک کیا جائے تو ان سے مظالم کے خاتمے، حق تلفیوں کے ازالے، اخلاقی قدروں کے فروغ اور سماج سدھار میں بخوبی مدد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مل سکتی ہے۔

حلف الفضول کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویب و توثیق سے ایک بات یہ بھی مستنبط ہوتی ہے کہ کثیر مذاہب معاشروں میں مشترکہ امور کے سلسلے میں دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ تعاون کیا جا سکتا ہے اور ایسی قدروں کے فروغ کے لیے، جن کا اسلام بھی علمبردار ہے، ان کے ساتھ مل کر کام کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام کا زریں اصول تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدۃ ۔ ۲) ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

حواشی و مراجع

۱ھ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت ۱۵/ ۱۴۰ مادہ 'غوی'

۲ھ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء جلد اول ص ۱۲۸، ابن حبیب بغدادی، کتاب المنمق فی اخبار قریش، تحقیق خورشید احمد فارق، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن، ۱۹۶۴ء ص ۲۱۸ ۔ ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، دار الکتب الحدیثۃ مصر ۱۹۶۶ء، جلد اول ص ۱۳۸، حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، المطبعۃ العامرۃ العثمانیہ ۱۳۰۲ھ، جلد اول ص ۲۹۵

۳ھ بغدادی ص ۴۵

۴ھ عبدالرحمٰن السہیلی ۔ الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام تحقیق وتعلیق و شرح: عبدالرحمٰن وکیل مطبع وسنہ طبع ندارد، جلد دوم ص ۷۲، ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، دار الریان للتراث مصر ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء طبع اول جلد دوم ص ۲۷۰

۵ھ بغدادی، المنمق، ص ۴۴

۶ھ بغدادی، المنمق ص ۲۱۸، علی بن الحسین المسعودی، مروج الذہب ومعادن الجواہر، المطبعۃ البہیۃ المصریہ ۱۳۴۶ھ، ص ۲۹۶ - ۲۹۷، ابن الجوزی ۱/ ۱۳۸

۷ھ بغدادی، المنمق ص ۴۵

۸ھ سہیلی ۲/ ۷۲، ابن کثیر ۲/ ۲۷۰

۹ھ ابن قتیبہ، المعارف، تحقیق ڈاکٹر ثروت عکاشہ، مطبعۃ دار الکتب قاہرہ، ۱۹۶۰ء،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ص ۶۰۴، ابن الجوزی ۱/ ۱۳۵، دیار بکری ۱/ ۲۹۵

۱۰ه شبلی نعمانی، سیرت النبی، مطبع معارف اعظم گڑھ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء، جلد اول ص ۱۸۳، ۱۸۴

۱۱ه محمد محی الدین عبد الحمید، محقق سیرۃ النبی لابن ہشام، المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۷م ص ۱۴۴ (حاشیہ)

۱۲ه بغدادی نے ابن ابی ثابت کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے اس میں حذیفہ بن قیس السہمی مذکور رہے۔ المنمق ص ۳۳۶

۱۳ه محمد بن حبیب البغدادی، کتاب المحبّر، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۳۶۱م ۱۹۴۲ء، ص ۱۶۶-۱۶۷۔

۱۴ه ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے: "غالباً اس دعوت میں احلاف کو بلایا بھی نہیں گیا تھا۔" اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، مقالہ "حلف الفضول" جلد ۸ ص ۵۱۳

۱۵ه ابن سعد ۱/ ۱۲۸، مسعودی ۱/ ۳۹۶، ابن الجوزی ۱/ ۱۳۸، سہیلی ۲/ ۷۲، ابن کثیر ۲/ ۲۷۰، علی بن برہان الدین الحلبی، انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بالسیرۃ الحلبیۃ، المطبعۃ العامرۃ مصر ۱۲۹۲ھ، جلد اول ص ۱۴۲

۱۶ه مسعودی ص ۳۹۶ - ۳۹۷

۱۷ه جناب زبیر بن عبد المطلب کے بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کا مقالہ "عم نبوی زبیر بن عبد المطلب اور سیرت نبوی، سہ ماہی تحقیقات اسلامی علی گڑھ جلد ۱۵، شمارہ ۳، جولائی۔ ستمبر ۱۹۹۶ء، ص ۲۷-۶۰

۱۸ه بغدادی، المحبر ۱۳۷، ۲۳۷، ۲۴۰، ابن قتیبہ ۱۷۵، ۲۶۴، ابن کثیر ۲/ ۲۰۲، حلبی ۱/ ۱۴۲

۱۹ه صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر لاینفعہ عمل۔

۲۰ه بغدادی، المنمق ص ۲۰۳

۲۱ه سہیلی ۲/ ۷۵

۲۲ه محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، انشاء پریس لاہور ۱۳۷۵ھ ص ۷۷، ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور عالم۔ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی حصہ دوم ص ۱۱۱

۲۳ه ابن کثیر ۲/ ۲۰۲

۲۴ه ابن ہشام ۱/ ۱۴۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۵ـ محمد حمید اللہ ۔ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۸/۵۱۳

۲۶ـ بغدادی، المنمق ص ۲۲۱

۲۷ـ مسند احمد، تحقیق احمد محمد شاکر، دار المعارف مصر ۱۹۵۰ء حدیث نمبر ۱۶۵۵، ۳/۱۲۱-۱۲۲
حدیث نمبر ۱۶۷۶، ۳/۱۳۶

۲۸ـ احمد محمد شاکر، حوالہ سابق

۲۹ـ ابن حجر، فتح الباری بشرح صحیح البخاری، دار المعرفۃ بیروت، جلد ۱۰، ص ۵۰۲

۳۰ـ ابن کثیر ۲/۲۷۰

۳۱ـ ابن کثیر ۲/۲۷۰، حلبی ۱/۱۷۴

۳۲ـ بغدادی، المنمق ص ۴۵

۳۳ـ سہیلی ۲/۷۰، ابن الجوزی ۱/۱۳۷، ابن الاثیر (م ۶۰۲ھ) النہایہ فی غریب الحدیث، المطبعۃ العثمانیہ مصر ۱۳۱۱ھ جلد ۳، ص ۲۰۵-۲۰۶، مادہ 'فضل'، ابن الاثیر (م ۶۳۰ھ) الکامل فی التاریخ، دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء طبع ۶، جلد دوم ص ۲۵-۲۶، ابن کثیر ۲/۲۷۱، ابن حجر ۴/۲۷۳، دیار بکری ۱/۲۹۵ ۔ حلبی ۱/۱۷۶

۳۴ـ بغدادی، المنمق ص ۱۴۱

۳۵ـ ابن کثیر ۲/۲۷۰، مزید ملاحظہ کیجئے حلبی ۱/۱۷۴

۳۶ـ سہیلی ۲/۷۱

۳۷ـ بغدادی، المنمق ص ۴۷، ۱۴۳

۳۸ـ سہیلی ۲/۷۳، ابن کثیر ۲/۱۷۱

۳۹ـ ابن الجوزی ۱/۱۳۷، مزید دیکھئے ابن ہشام ۱/۱۴۵، ابن سعد ۱/۱۲۹، حلبی ۱/۱۷۶، دیار بکری ۱/۲۹۵، محمد حمید اللہ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۸/۵۱۴

۴۰ـ حلبی ۱/۱۷۶ ۴۱ـ ابن ہشام ۱/۱۴۵، ابن اثیر صاحب الکامل ۲/۲۶

۴۲ـ بغدادی المنمق ص ۴۴

۴۳ـ ابو الفرج اصفہانی، کتاب الاغانی تحقیق عبد الستار احمد فراج، دار الثقافۃ بیروت ۱۹۵۹ء جلد ۱۷ ص ۲۱۲

۴۴ـ ابن کثیر ۲/۲۷۱، ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے صوفۃ کا ترجمہ ایک جگہ "گھونگھا" کیا ہے (رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی دار الاشاعت کراچی ص ۶۶) اور دوسری جگہ اسفنج (اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ مقالہ حلف الفضول ۸/۵۱۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۴۵ حلبی ۱/۱۷۴ ۴۶ بغدادی، المنمق ص ۲۲۱ ۴۷ اصفہانی ۲۱۳/۱۷

۴۸ ابن سعد ۱/۱۲۹، بغدادی المنمق ص ۳۴۱، سہیلی ۷۳/۲، ابن کثیر ۲۷۱/۲

۴۹ محمد حمید اللہ، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۶۶

۵۰ بغدادی، المنمق ص ۴۷

۵۱ بغدادی، حوالہ سابق ص ۴۸، ۳۴۳

۵۲ نبیہ بن الحجاج سہمی غزوۂ بدر میں مشرکین کے لشکر میں تھا اور قتل کیا گیا تھا۔ اس کا شمار جاہلیت کے مشہور شعراء میں ہوتا ہے۔ اس کا مفصل تذکرہ ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی میں کیا ہے، ۱۷/۲۰۴-۲۰۹

۵۳ بغدادی، المنمق ۴۸-۴۹، اصفہانی ۱۷/۲۰۷، سہیلی ۷۳/۲، ابن کثیر ۲۷۱/۲، حلبی ۱۷۶/۱

۵۴ ابن ہشام ۱/۱۴۶، سہیلی ۲/۸۱، ابن اثیر صاحب الکامل ۲/۲۶-۲۷، حلبی ۱/۱۷۶-۱۷۷

۵۵ محمد حمید اللہ، اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۸/۵۱۴

۵۶ محمد حمید اللہ، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی ص ۶۶

۵۷ محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، اسلامک بک فاؤنڈیشن نئی دہلی ۱۹۹۶ء ص ۶۵

۵۸ ابن کثیر ۲/۲۷۰

۵۹ ابن ہشام ۱/۴۶، ابن سعد ۱/۱۲۹، بغدادی، المنمق ص ۲۲۰، ۳۴۱، ۳۴۴، ابن اثیر صاحب الکامل ۲/۲۶، ابن حجر ۴/۷۳، دیار بکری ۱/۲۹۵

۶۰ سہیلی ۲/۸۲، حلبی ۱/۱۷۴

۶۱ محمد حمید اللہ، رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص ۶۶، عہد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۴۵ (حاشیہ)

۶۲ شبلی ۱/۱۸۳

۶۳ مودودی، ۲/۱۱۱، اسی سیاق میں مولانا مودودی نے دوسری جگہ یہ ترجمہ کیا ہے "ایسے معاہدہ میں شرکت کی اگر مجھے اسلام کے زمانے میں دعوت دی جائے تو میں اسے پسند کروں گا" (۲/۱۱۰) یہاں مولانا نے عربی متن میں لفظ "اجبت" (اج ب ت) کو "احببت" (اح ب ب ت) پڑھ کر اس کے اعتبار سے ترجمہ کر دیا ہے۔

۶۴ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مواخاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ، حدیث نمبر ۲۵۳، سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب فی الحلف ۶۵ مسند احمد تحقیق احمد محمد شاکر ۱۱/۱۸۷-۱۸۸، حدیث نمبر ۷۰۱۲

۶۶ مسند احمد ۱۱/۱۷۴، حدیث نمبر ۶۹۹۲ ۶۷ ابن حجر، ۱۰/۵۰۲

۶۸ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الاخاء والحلف، سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، باب فی الحلف۔

© rasailojaraid.com